مفطرات صوم جدید طبّی تحقیق کی روشنی میں

زاہد حسین

دارالافتاء جامعہ اسلامیہ امدایہ

فیصل آباد

منفذ کی حقیقت:

منفذ (گذرنے کی جگہ) سے مراد وہ راستہ ہے جس کے ذریعے سے روزہ توڑنے والی کوئی چیز جوف بطن (معدہ، حلق، پھیپھڑے ،آنتیں،)تک پہنچ جائے۔

منفذ کی قسمیں:

منفذ دو طرح کے ہوتے ہیں:

(۱)قدرتی اور پیدائشی راستے جو اللہ تعالی نے پیدائش کے وقت انسان میں پیدا کیے ہیں۔

(۲)وہ راستے جو قدرتی اور پیدائشی نہیں ہیں،بعد میں کسی وجہ سے بن گئے ہیں(جیسے دماغ کا گہرا زخم،پیٹ کا زخم جو معدے تک پہنچتا ہو)۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ:افطار کے حوالے سے دونوں قسم کے منفذ معتبر ہیں،یعنی ان میں سے کوئی بھی مفطر چیز جوف معتبر میں پہنچے گی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

جبکہ حضرات صاحبین کے نزدیک صرف پیدائشی منفذ کا اعتبار ہے،غیر پیدائشی منفذ ان کے ہاں معتبر نہیں ہے۔

یعنی ان کے ہاں اگر کوئی چیز منہ وغیرہ کے ذریعے سے جوف تک پہنچ گئی ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا،لیکن اگر زخم وغیرہ کے ذریعے سے کوئی چیز جوف تک پہنچ گئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

علامہ سرخسی فرماتے ہیں:

فَأَمَّا الْجَائِفَةُ وَالْآمَّةُ إذَا دَاوَاهُمَا بِدَوَاءٍ يَابِسٍ لَمْ يُفْطِرْهُ، وَإِنْ دَوَاهُمَا بِدَوَاءٍ رَطْبٍ فَسَدَ صَوْمُهُ فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى - وَلَمْ يَفْسُدْ فِي قَوْلِهِمَا وَالْجَائِفَةُ اسْمٌ لِجِرَاحَةٍ وَصَلَتْ إلَى الْجَوْفِ وَالْآمَّةُ اسْمٌ لِجِرَاحَةٍ وَصَلَتْ إلَى الدِّمَاغِ فَهُمَا يَعْتَبِرَانِ أَنَّ الْوُصُولَ إلَى الْبَاطِنِ مِنْ مَسْلَكٍ هُوَ خِلْقَةٌ

فِي الْبَدَنِ؛ لِأَنَّ الْمُفْسِدَ لِلصَّوْمِ مَا يَنْعَدِمُ بِهِ الْإِمْسَاكُ الْمَأْمُورُ بِهِ وَإِنَّمَا يُؤْمَرُ بِالْإِمْسَاكِ لِأَجْلِ الصَّوْمِ مِنْ مَسْلَكٍ هُوَ خِلْقَةٌ دُونَ الْجِرَاحَةِ الْعَارِضَةِ وَأَبُو حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى - يَقُولُ: الْمُفْسِدُ لِلصَّوْمِ وُصُولُ الْمُفَطِّرِ إلَى بَاطِنِهِ فَالْعِبْرَةُ لِلْوَاصِلِ لَا لِلْمَسْلَكِ وَقَدْ تَحَقَّقَ الْوُصُولُ هُنَا،[1]

کون کونسے منافذ معتبر ہیں؟

منافذ کے حوالے سے یہاں پر تین ایسے بنیادوں اصولوں کو ذکر کرنا فائدے سے خالی نہیں ہوگا جوائمہ اربعہ کے ہاں متفقہ ہیں،ان اصولوں کی روشنی میں طب اور تشریح ابدان سے متعلقہ بہت سارے منافذ کا مسئلہ ان شاءاللہ حل ہو جائے گا۔

(۱)مذاہب اربعہ اس بات پر متفق ہیں کہ :روزہ اس وقت نہیں ٹوٹے گا جب تک روزہ توڑنے والی کوئی چیز معتبر منفذ کے ذریعے جوف تک نہ پہنچ جائے ،اگرجوف تک نہ پہنچے یا غیر معتبر منفذ کے ذریعے پہنچے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(۲)بیرون جسم پر ہر ایسازخم یا سوراخ جس سے جوف معتبر تک کوئی راستہ نہ ہو ،(نہ براہ راست اور نہ بالواسطہ)تواس کو منفذ شمار نہیں کیاجائے گا،چاہے وہ پیدائشی ہو یا غیر پیدائشی،اس بات پر مذاہب اربعہ متفق ہیں۔لہذااس کے ذریعے اگر کوئی چیز باطن جسم تک پہنچ جائے تواس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

(۳)بیرون جسم پر ہر ایسا سوراخ جو اندر تک ہو،تو اگر اس سے جوف معتبر تک راستہ ظاہر ہو جیسے منہ اور ناک تواس میں اہل طب کی رائے کا اعتبار نہیں کیاجائے گا،لہذااس کے ذریعے سے جوف بطن تک گذرنے والی چیز مفسد صوم ہوگی،اور اگر وہ سوراخ ایساہو کہ جوف تک منفذ کے بارے میں یقین نہ ہوبلکہ خفاءہوتواس صورت میں اہل طب کی رائے کااعتبار ہوگا۔

علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ، وَإِنْ أُقْطِرَ فِي إحْلِيلِهِ لَا) أَيْ لَا يُفْطِرُ أَطْلَقَهُ فَشَمِلَ الْمَاءَ وَالدُّهْنَ، وَهَذَا عِنْدَهُمَا خِلَافًا لِأَبِي يُوسُفَ، وَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلَى أَنَّهُ هَلْ بَيْنَ الْمَثَانَةِ وَالْجَوْفِ مَنْفَذٌ أَمْ لَا، وَهُوَ لَيْسَ بِاخْتِلَافٍ فِيهِ عَلَى التَّحْقِيقِ فَقَالَا: لَا، وَوُصُولُ الْبَوْلِ مِنْ الْمَعِدَةِ إلَى الْمَثَانَةِالتَّرَشُّحِ، وَمَا يَخْرُجُ رَشْحًا لَا يَعُودُ رَشْحًا

([1]) سرخسي، شمس الائمۃ،المبسوط،دارالمعرفۃ-بیروت،1414ھ،ج3،ص68

كَالْجَرَّةِ إِذَا سُدَّ رَأْسُهَا وَأُلْقِيَ فِي الْحَوْضِ يَخْرُجُ مِنْهَا الْمَاءُ، وَلَا يَدْخُلُ فِيهَا ذَكَرَهُ الْوَلْوَالِجِيُّ وَقَالَ: نَعَمْ قَالَ: هَذَا فِي الْهِدَايَةِ، وَهَذَا لَيْسَ مِنْ بَابِ الْفِقْهِ؛ لِأَنَّهُ مُتَعَلِّقٌ بِالطِّبِّ وَالْخِلَافُ فِيمَا إِذَا وَصَلَ إِلَى الْمَثَانَةِ أَمَّا مَا دَامَ فِي قَصَبَةِ الذَّكَرِ فَلَا يُفْسِدُ صَوْمَهُ اتِّفَاقًا كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ[1]

فقہاء نے جن منافذ کے حوالے سے بحث کی ہے ان کی کل تعداد گیارہ ہے (۱) منہ (۲) ناک (۳) کان (۴) دبر (۵) عورت کی شرمگاہ (۶) مرد کا آلہ تناسل (۷) آنکھ (۸) سر کے مسام (۹) سر کا زخم (۱۰) بدن کا زخم (۱۱) معدہ کے اوپر یا نیچے سوراخ۔

جن میں سے پہلے چار کے بارے میں مذاہب اربعہ کا اتفاق ہے کہ وہ معتبر ہیں۔ لہذا اگر ان کے ذریعے سے کوئی چیز معتبر جوف تک پہنچ جائے تو بالاتفاق روزہ ٹوٹ جائے گا۔

منافذ کے بارے میں علم طب کی شرعی حیثیت:

فقہاء کی عبارات میں غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ منفذ معتبر ہوگا جس کے ذریعے جوف بطن تک کوئی چیز پہنچتی ہو ، لہذا اگر کوئی منفذ ایسا ہے جس کے ذریعے جوف بطن تک کوئی چیز نہیں پہنچتی تو اس میں کوئی چیز دواء وغیرہ ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ کونسا منفذ ایسا ہے جس سے جوف معتبر کی طرف راستہ ہے اور کونسا ایسا ہے جس سے جوف معتبر کی طرف راستہ نہیں ہے ؟ اس کا تعلق چونکہ علم طب اور علم تشریح ابدان سے ہے لہذا اس حوالے سے ماہرین طب کی رائے شرعا بھی معتبر ہوگی۔ البتہ اگر کوئی منفذ ایسا ہے کہ روزے کے افطار کے حوالے سے اس کے معتبر اور غیر معتبر ہونے میں نص صریح موجود ہے - جیسے آنکھ کے عدم مفطر ہونے کے بارے میں نص موجود ہے جس کی وضاحت آگے آئے گی - اس کے بارے میں اگر ماہرین طب کی رائے نص کے مخالف ہوگی تو اس رائے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، اور نص پر ہی عمل کیا جائے گا۔

---

[1] ابن نجیم، زین الدین بن ابراھیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، دار الکتب الاسلامی، س ن، 2، ص200

مذکورہ وضاحت کی روشنی غیر منصوص منافذ کی تعیین کے بارے میں از سرے نو غور کرنے کی صرف گنجائش ہی نہیں بلکہ ضرورت ہے کہ جدید علم طب کی روشنی میں منافذ کے حوالے سے غور وغوض کیا جائے اور معتبر منافذ کی تعیین کرکے امت کی راہنمائی کی جائے۔

جوف کی حقیقیت:

جوف سے مرادانسانی جسم کے اندر موجود خلاہیں۔ جیسے معدہ، حلق،آنتیں، پھیپھڑے ،مثانہ،دماغ،رحم وغیرہ۔

فقہاءاحناف کے ہاں روزہ کے افطار کے حوالے سے ان میں سے تین جوف (معدہ، حلق،آنتیں) معتبر ہیں۔ان کے علاوہ باقی جو جوف ہیں ان کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ :اگران میں سے کوئی ایسا جوف ہے جس سے مذکورہ تین جوف کی طرف کوئی راستہ ہو یعنی باہر سے کوئی چیزاگران داخل کی جائے تو وہ مذکورہ تین جوف میں سے کسی میں پہنچ جائے کسی واسطے سے یا بغیر واسطے کے تو اس کو بھی روزے کے افطار کے حوالے سے معتبر جوف سمجھا جائے گا۔یعنی اس میں داخل ہونے والی چیز سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔اور اگر کوئی جوف ایسا ہے جس سے مذکورہ تین جوف کی طرف کوئی راستہ اور منفذ نہیں ہے تو اس میں داخل ہونے والی چیز سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

ضروری وضاحت:

پھیپھڑے بھی حلق کے حکم میں داخل ہیں۔لہذااگر کوئی چیزاس میں داخل ہوگی تو اس سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔ جیسے سگریٹ کا دھواں حلق کے راستے سے معدہ کی بجائے پھیپھڑوں میں جاتا ہے۔

جوف دماغ اور جوف معدہ کا تعلق:

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ :آمہ زخم (سر میں گہرے زخم کو کہا جاتا ہے) میں دوائی ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے،اور ان کے دو ہونہار شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہا اللہ فرماتے ہیں کہ : نہیں ٹوٹتا۔فقہاءاحناف نے امام ابو حنیفہؒ کے قول کی علت یہ بتائی ہے کہ :دماغ اور حلق کے درمیان منفذ موجود ہے۔اس وجہ سے اس میں دوائی ڈالنے سے وہ حلق میں پہنچ جاتی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ دماغ ان کے ہاں بذات خود جوف معتبر نہیں ہے،بلکہ اس وجہ سے ہے کہ اس کے اور حلق کے درمیان منفذ موجود ہے۔

ممکن ہے قدیم طبّی تحقیق کے مطابق دماغ اور جوف بطن کے درمیان راستہ ہو اور فقہاء کی رائے بھی اسی وجہ سے یہ ہو، لیکن جدید طبّی تحقیق کے مطابق دماغ سے جوف معتبر کی طرف کوئی راستہ نہیں ہے، لہذا دماغ میں دوائی وغیرہ پہنچنے سے روزہ فاسد نہیں ہونا چاہیے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ: فقہاء نے جو دماغ کو جوف قرار دیا ہے اس سے مراد ناک کا وہ حصہ ہو جو نرم حصہ سے اوپر ہے، اور چونکہ ناک کے نرم حصہ سے اوپر والے حصہ کا اندرونی رابطہ حلق کے ساتھ ہے اس وجہ سے اس کو مفسد صوم کہا گیا ہو۔

علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

''وَأَطْلَقَ الدَّوَاءَ فَشَمِلَ الرَّطْبَ وَالْيَابِسَ؛ لِأَنَّ الْعِبْرَةَ لِلْوُصُولِ لَا لِكَوْنِهِ رَطْبًا أَوْ يَابِسًا وَإِنَّمَا شَرَطَهُ الْقُدُورِيُّ؛ لِأَنَّ الرَّطْبَ هُوَ الَّذِي يَصِلُ إلَى الْجَوْفِ عَادَةً حَتَّى لَوْ عَلِمَ أَنَّ الرَّطْبَ لَمْ يَصِلْ لَمْ يَفْسُدْ وَلَوْ عَلِمَ أَنَّ الْيَابِسَ وَصَلَ فَسَدَ صَوْمُهُ كَذَا فِي الْعِنَايَةِ لَكِنْ بَقِيَ مَا إذَا لَمْ يَعْلَمْ يَقِينًا أَحَدَهُمَا وَكَانَ رَطْبًا فَعِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ يُفْطِرُ لِلْوُصُولِ عَادَةً وَقَالَا لَا لِعَدَمِ الْعِلْمِ بِهِ، فَلَا يُفْطِرُ بِالشَّكِّ بِخِلَافِ مَا إذَا كَانَ يَابِسًا، وَلَمْ يَعْلَمْ فَلَا فِطْرَ اتِّفَاقًا كَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ، وَقَوْلُهُ: إلَى جَوْفِهِ عَائِدٌ إلَى الْجَائِفَةِ وَقَوْلُهُ إلَى دِمَاغِهِ عَائِدٌ إلَى الْآمَّةِ، وَفِي التَّحْقِيقِ أَنَّ بَيْنَ الْجَوْفَيْنِ مَنْفَذًا أَصْلِيًّا فَمَا وَصَلَ إلَى جَوْفِ الرَّأْسِ يَصِلُ إلَى جَوْفِ الْبَطْنِ كَذَا فِي النِّهَايَةِ وَالْبَدَائِعِ وَلِهَذَا لَوْ اسْتَعَطَ لَيْلًا، وَوَصَلَ إلَى الرَّأْسِ ثُمَّ خَرَجَ نَهَارًا لَا يَفْسُدُ كَمَا قَدَّمْنَاهُ، وَعَلَّلَهُ فِي الْبَدَائِعِ بِأَنَّهُ لَمَّا خَرَجَ عُلِمَ أَنَّهُ لَمْ يَصِلْ إلَى الْجَوْفِ أَوْ لَمْ يَسْتَقِرَّ فِيهِ''[1]

([1]) ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج2، ص278

مذکور عبارت سے معلوم ہوا کہ : فقہاء نے دماغ میں کوئی چیز پہنچے پر جو روزے کے فساد کا حکم لگایا ہے اس کی بنیاد بھی یہ ہے کہ دماغ اور جوف معتبر کے درمیان منفذ اور راستہ موجود ہے۔ لیکن اگر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ دماغ اور جوف معتبر کے درمیان کوئی راستہ نہیں ہے جیسا کہ جدید طبّی تحقیق کہتی ہے تو علت فوت ہونے کی وجہ سے دماغ میں کسی چیز کا پہنچنا مفسد صوم نہ ہو گا۔

کان میں دوائی ڈالنے سے روزہ ٹوٹنے کا حکم:

کان میں دوائی یا تیل وغیرہ ڈالنے کے حوالے سے فقہاء کا اختلاف ہے بعض فقہاء خصوصا احناف کے ہاں روزہ فاسد ہو جاتا ہے ،انہوں نے کان کو ناک پر قیاس کیا ہے کہ جس طرح ناک سے جوف کی طرف راستہ ہے اسی طرح کان سے بھی جوف کی طرف راستہ اور منفذ ہے۔ لہذا جس طرح ناک میں کوئی چیز ڈالنا مفسد صوم ہے یہی حکم کان کا بھی ہو گا۔

اور بعض دوسرے فقہاء کے ہاں روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ وہ فرماتے ہیں کہ: کان میں دوائی ڈالنے سے روزہ کا فساد نہ تو منصوص علیہ اور نہ ہی منصوص علیہ کے معنی میں ہے۔ جس طرح آنکھ کھانے پینے کا منفذ نہیں ہے اسی طرح کان بھی منفذ نہیں ہے بلکہ کان بدن کے دیگر مسام کی طرح ایک مسام ہے۔ جس طرح دیگر مسام میں کسی چیز کا جانا مفسد صوم نہیں ہے کان بھی یہی حکم ہے۔

وكذلك القطرة فى الاذن فانها لاتفطر الصائم ،لأنها ليست منصوصا عليها ،ولا بمعنى المنصوص عليه،والعين ليست منفذا للأكل والشرب،وكذلك الأذن فهى كغيرها من مسام الجلد[1]

لیکن کان کو ناک پر قیاس کرنے کی بجائے بہتر یہ ہے کہ اسے آنکھ پر قیاس کیا جائے۔ کیونکہ ،دونوں سے جوف کی طرف منفذ موجود نہیں ہے ۔اس لیے کہ جدید طبّی تحقیق کے مطابق کان میں ایک پردہ موجود ہے، کوئی مائع چیز اس سے آگے نہیں جاسکتی ،بلکہ اس کے پاس ٹھر جاتی ہے ۔ لہذا اگر کان میں پردہ صحیح سالم ہو تو اس میں کوئی مائع چیز ڈالنے روزہ فاسد نہ ہو گا،اور اسی کے مطابق آج کل فتوی دیا جاتا ہے ۔البتہ اگر کان کا پردہ پھٹ جائے تو اس صورت میں چونکہ کسی مائع چیز کے اندر جوف معتبر تک جانے کا امکان موجود ہے اس لیے ایسی صورت میں روزہ فاسد ہو گا۔

وفی مجلة مجمع الفقه الاسلامی:

اختلف الفقهاء في حكم الصوم إذا صب الصائم في أذنه ماءً أو قطر فيها دواء، فمن قال منهم بفساد الصوم أجرى قياس الأذن على الأنف بجامع أن كلا منهما منفذ، ومن ثم عدَّى الحكم

([1]) فضل عباس، التبیان والاتحاف، ص ۱۱۰، بحوالہ مجلة مجمع الفقه الاسلامی، الدورة العاشرة، العدد العاشر، الجزء الثانی، ۸۳

الوارد في حديث لقيط بن صبرة المتقدم، ومن قال منهم بصحة الصوم طبق الأصل المعتمد لديه؛ والقاضي بأن ما أدخل في الأذن لا يفطر إلا أن يصل إلى حلق الصائم.

وبناء على هذا الاختلاف: اختلفت الفتاوى الحديثة، فأفتى البعض

بفساد صوم من يصب الماء في أذنه أو يقطر فيها الدواء. ، وأفتى آخرون بصحة الصوم في هذه الحالة.

ويبدو لنا أن قياس الأذن على العين أولى من قياسها على الأنف؛ ذلك أن الأنف -كالفم - منفذ طبيعي إلى الحلق والجوف، أما الأذن فالأمر فيها مختلف، لوجود الغشاء الطبلي (طبلة الأذن) الذي يفصل الأذن الخارجية عن الأذن الوسطى ، وتقف عنده السوائل فلا تنفذ إلى ما وراءه، فإذا أزيل هذا الغشاء الطبلي أو السمعي - وأصيب الإنسان بالصمم - صارت الأذن منفذا إلى الجوف، لاتصالها بالبلعوم عن طريق قناة أستاكيوس (شكل هـ) ، وحينئذ فقط يكون قياس الأذن على الأنف صحيحا، لاشتراكهما فيما يسمى " البلعوم - أنفي ".

فمناط الفتوى - إذن - يرجع إلى سلامة الغشاء السمعي، فإن كان سليمًا محكمًا لا يسمح بمرور السوائل إلى الأذن الوسطى، فالصوم صحيح، أما إن تمزق لمرض أو حادث، ودخلت السوائل إلى البلعوم - أنفي، فالصوم يبطل. والله أعلم[1]

وفيه:

والذي أثبته علماء التشريح بالاعتماد على المشاهدة والتجربة أن الأذن ليس بينها وبين الجوف ولا الدماغ قناة ينفذ منها المائعات إلا إذا تخرمت طبلة الأذن[2]

---

[1] مجلة مجمع الفقه الاسلامي، الدورة العاشرة، العدد العاشر، الجزء الثاني، ص 647

[2] ايضا، ص 40

روزے کی حالت میں آنکھ میں دوائی ڈالنے کا حکم:

روزے کی حالت میں آنکھ میں دوائی وغیرہ ڈالنے کے حوالے سے فقہاء کی آراء مختلف ہیں۔احناف اور شوافع کے ہاں روزہ نہیں ٹوٹتا جبکہ حنابلہ اور مالکیہ کے ہاں ٹوٹ جاتا ہے۔لیکن ان کے ہاں بھی مطلقا نہیں ٹوٹتا بلکہ اس صورت میں ٹوٹتا ہے جب روزہ دار چیز کا ذائقہ حلق میں محسوس کرے ،اور اگر ذائقہ محسوس نہیں کرتا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔احناف کے مذہب کی بنیاد دو چیزیں ہیں :ایک تو نص ہے اور دوسری آنکھ اور جوف معتبر کے درمیان براہ راست منفذ کا نہ ہونا ہے۔جبکہ مالکیہ اور حنابلہ فرماتے ہیں کہ :آنکھ اور ناک کے درمیان منفذ اور راستہ موجود ہے ،آنکھ میں دوائی وغیرہ ڈالنے سے وہ ناک میں پہنچ جاتی ہے اور اس سے حلق میں پہنچتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ انسان آنکھ میں دوائی وغیرہ کا ذائقہ حلق میں محسوس کرتا ہے ،اگر راستہ نہ ہوتا تو کیسے محسوس کرتا ۔اور جس نص میں روزے کی حالت میں آپ ﷺ سے سرمہ لگانا منقول ہے اس کے دو جواب دیتے ہیں :ایک جواب تو یہ ہے کہ :وہ روایت صحیح نہیں ہے ،اور دوسرا جواب یہ دیتے ہیں کہ :وہ اس صورت پر محمول ہے جب تھوڑا سا سرمہ لگایا جایا جس کا اثر حلق میں محسوس نہ ہو۔

علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں:

فأما الكحل، فما وجد طعمه في حلقه، أو علم وصوله إليه، فطره، وإلا لم يفطره. نص عليه أحمد. وقال ابن أبي موسى: ما يجد طعمه كالزرور والصبر والقطور، أفطر. وإن اكتحل باليسير من الإثمد غير المطيب، كالميل ونحوه، لم يفطر. نص عليه أحمد. وقال ابن عقيل: إن كان الكحل حادا، فطره، وإلا فلا. ونحو ما ذكرناه قال أصحاب مالك. وعن ابن أبي ليلى، وابن شبرمة، أن الكحل يفطر الصائم. وقال أبو حنيفة، والشافعي: لا يفطره؛ لما روي عن النبي – صلى الله عليه وسلم – «، أنه اكتحل في رمضان وهو صائم» .

ولأن العين ليست منفذا؛ فلم يفطر بالداخل منها، كما لو دهن رأسه. ولنا أنه أوصل إلى حلقه ما هو ممنوع من تناوله بفيه فأفطر به، كما لو أوصله من أنفه، وما رووه لم يصح، قال الترمذي: لم يصح عن النبي – صلى الله عليه وسلم – في باب الكحل للصائم شيء. ثم يحمله على أنه اكتحل بما لا يصل. وقولهم: ليست العين منفذا لا يصح؛ فإنه يوجد طعمه في الحلق، ويكتحل

بالإثمد فيتنخعه قال أحمد: حدثني إنسان أنه اكتحل بالليل فتنخعه بالنهار. ثم لا يعتبر في الواصل أن يكون من منفذ، بدليل ما لو جرح نفسه جائفة، فإنه يفطر.[1]

لیکن روزے کی حالت میں سرمہ لگانے کے حوالے سے آپ ﷺ سے کئی روایات منقول ہیں، وہ روایات اگرچہ کلام اور ضعف سے خالی نہیں ہیں، لیکن مختلف طرق اور متون کی وجہ سے ضعف کی تلافی ہوجاتی ہے، لہذا ان کا مجموعہ بہر حال قابل استدلال ہے۔ خاص کر ان کی تائید صحابہ کے آثار سے بھی ہوتی ہیں جو صحیح بخاری اور سنن ابی داؤد میں بعض صحیح اور بعض حسن سند کے ساتھ موجود ہیں۔ اور تابعین کے آثار اور تعامل بھی اس کے حق میں موجود ہیں۔

سنن ابی داؤد میں ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُخَرِّمِيُّ، وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيسَى، عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: «مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِنَا يَكْرَهُ الْكُحْلَ لِلصَّائِمِ». «وَكَانَ إِبْرَاهِيمُ يُرَخِّصُ أَنْ يَكْتَحِلَ الصَّائِمُ بِالصَّبِرِ»[2]

ذیل میں وہ روایات پیش کی جائیں گی جن سے روزے کی حالت میں سرمہ لگانے کی رخصت معلوم ہوتی ہے:

حدثنا عبد الأعلى بن واصل، قال: حدثنا الحسن بن عطية، قال: حدثنا أبو عاتكة، عن أنس بن مالك قال: جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: اشتكت عيني، أفأكتحل وأنا صائم؟ قال: نعم.

وفي الباب عن أبي رافع.

حديث أنس حديث ليس إسناده بالقوي، ولا يصح عن النبي صلى الله عليه وسلم في هذا الباب شيء، وأبو عاتكة يضعف.

واختلف أهل العلم في الكحل للصائم: فكرهه بعضهم، وهو قول سفيان، وابن المبارك، وأحمد، وإسحاق، ورخص بعض أهل العلم في الكحل للصائم، وهو قول الشافعي.[3]

---

(1) ابن قدامة، عبداللہ بن احمد، المغني شرح مختصر الخرقي، دار احياء التراث العربي، 1405ھ، ج3، ص121

(2) ابوداؤد، سليمان بن الاشعث، سنن أبي داؤد، المكتبة العصرية، صيدا-بيروت، رقم الحديث: 2371، ج2، ص310

(3) الترمذي، محمد بن عيسى، جامع الترمذي، دار الغرب الاسلامي-بيروت، 1998ء، رقم الحديث: 726، ج2، ص97

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ وَلَيْسَ بِالْقَوِيِّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْتَحِلُ بِالْإِثْمِدِ وَهُوَ صَائِمٌ أَخْبَرَنَاهُ أَبُو سَعْدٍ الْمَالِينِيُّ ، أنبأ أَبُو [ص:437] أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ الْحَافِظُ ، ثنا الْفَضْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْطَاكِيُّ ، ثنا لُوَيْنٌ ، ثنا حِبَّانُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ وَكَذَلِكَ رَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ بِمَعْنَاهُ[1]

حدَّثنا وهبُ بنُ بقية، أخبرنا أبو مُعاويَةَ، عن عُتبة أبي معاذٍ، عن عُبيدِ الله بنِ أبي بكر بنِ أنسٍ عن أنسِ بنِ مالك، أنه كان يكْتَحِلُ وهو صائمٌ[2]

وَلَمْ يَرَ أَنَسٌ، وَالحَسَنُ، وَإِبْرَاهِيمُ بِالكُحْلِ لِلصَّائِمِ بَأْسًا

(صحيح البخاري،3،30،المكتبة الشاملة)

مذکورہ روایات میں بعض اگرچہ ضعیف بھی ہیں لیکن کئی طرق سے مروی ہونے کی وجہ سے قابل استدلال ہیں۔

ذیل میں اس حدیث کے حوالے سے گفتگو عرض کی جائے گی جس میں آپ ﷺ نے اثمد سرمہ لگانے کی ترغیب ارشاد فرمائی ہے لیکن اس کے آخر میں آتاہے "لیتقہ الصائم"۔

پوری روایت یوں ہے:

حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ النُّعْمَانِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ هَوْذَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ بِالْإِثْمِدِ الْمُرَوَّحِ عِنْدَ النَّوْمِ "، وَقَالَ: «لِيَتَّقِهِ الصَّائِمُ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ لِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ هُوَ حَدِيثٌ مُنْكَرٌ يَعْنِي حَدِيثَ الْكُحْلِ "[3]

اس روایت کے بارے میں امام ابوداؤد نے نقل کرنے کے بعد خود ہی کہاہے کہ: مجھے یحی بن نے کہاہے یہ حدیث منکر ہے۔اسی طرح دوسرے محدثین نے بھی اس حدیث کو ضعیف اور ناقابل استدلال قرار دیاہے۔ابن عدی نے کہاہے کہ یہ حدیث موقوف ہے۔ بیہقی نے کہاہے کہ: یہ حدیث مرفوع ثابت ہی نہیں ہے۔

([1])بیھقي،احمد بن حسین ،السنن الکبري،دارالخلفاء للکتاب الاسلامي-الکویت، رقم الحدیث:8258،ج2،ص262

([2])ابوداؤد، سنن ابي داؤد، رقم الحدیث:2378،ج2،ص311

([3])ایضا،رقم الحدیث:2377

عون المعبود میں ہے :

وقد استدل بهذا الحديث بن شبرمة وبن أَبِي لَيْلَى فَقَالَا إِنَّ الْكُحْلَ يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَخَالَفَهُمُ الْفُقَهَاءُ وَغَيْرُهُمْ فَقَالُوا الْكُحْلُ لَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَأَجَابُوا عَنِ الْحَدِيثِ بِأَنَّهُ ضَعِيفٌ لَا ينتهض للاحتجاج به واستدل بن شبرمة وبن أَبِي لَيْلَى بِمَا أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيقًا وَوَصَلَهُ البيهقي والدارقطني وبن أبي شيبة من حديث بن عَبَّاسٍ بِلَفْظِ الْفِطْرُ مِمَّا دَخَلَ وَالْوُضُوءُ مِمَّا خَرَجَ قَالَ وَإِذَا وَجَدَ طُعْمَةً فَقَدْ دَخَلَ وَيُجَابُ بِأَنَّ فِي إِسْنَادِهِ الْفَضْلَ بْنَ الْمُخْتَارِ وَهُوَ ضَعِيفٌ جِدًّا
وَفِيهِ أَيْضًا شُعْبَةُ مَوْلَى بن عباس وهو ضعيف
وقال بن عَدِيٍّ الْأَصْلُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ مَوْقُوفٌ وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ لَا يَثْبُتُ مَرْفُوعًا وَرَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ مَوْقُوفًا مِنْ طَرِيقِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ عَنْهُ وَرَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ الْحَافِظُ وَإِسْنَادُهُ أَضْعَفُ مِنَ الأول ومن حديث بن عباس مرفوعاوَاحْتَجَّ الْجُمْهُورُ عَلَى أَنَّ الْكُحْلَ لَا يُفْسِدُ الصوم بما أخرجه بن مَاجَهْ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتَحَلَ فِي رَمَضَانَ وَهُوَ صَائِمٌ وَفِي إِسْنَادِهِ بَقِيَّةُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنْ هِشَامِ عن عُرْوَةَ وَالزُّبَيْدِيُّ الْمَذْكُورُ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ أَبِي سعيد ذكره بن عَدِيٍّ[1]

روزے کی حالت میں روایات کثیرہ کے مقابلہ میں اس منکر روایت پر عمل نہیں کیا جائے گا، خصوصا جبکہ بعض روایات ان میں قوی سند کے ساتھ بھی ثابت ہیں۔

اب رہا معاملہ جدید طبّی تحقیق کا جس کے مطابق آنکھ سے جوف کی طرف منفذ موجود ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ آنکھ میں دوائی وغیرہ ڈالنا سے روزہ ٹوٹنا چاہیے۔ تو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ : روزے کی حالت میں سرمہ لگانا آپ ﷺ سے، صحابہ کرام

([1]) شرف الحق، محمد اشرف بن امیر، عون المعبود شرح سنن ابي داوٗد، 1415ھ، دار الکتب العلمیۃ - بیروت، ج4، ص218

رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اور تابعین سے ثابت ہے۔ یہ مسئلہ منصوص ہو گیا، لہذا نص کے مقابلے میں جدید طبّی تحقیق کو رد کیا جائے گا اور نص پر ہی عمل کیا جائے گا۔

دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ: فقہاءِ احناف کی عبارات میں تصریح موجود ہے کہ روزے کی حالت میں کوئی چیز آنکھ میں ڈالنا سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اگرچہ اس کا ذائقہ حلق محسوس ہو جائے۔

چنانچہ ملک العلماء علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

ولو اكتحل الصائم لم يفسد وإن وجد طعمه في حلقه عند عامة العلماء.
وقال ابن أبي ليلى يفسد، وجه قوله إنه لما وجد طعمه في حلقه فقد وصل إلى جوفه.
(ولنا) ما روي عن عبد الله بن مسعود أنه قال: «خرج علينا رسول الله – صلى الله عليه وسلم – في رمضان وعيناه مملوءتان كحلا كحلتهما أم سلمة» ولأنه لا منفذ من العين إلى الجوف ولا إلى الدماغ وما وجد من طعمه فذاك أثره لا عينه، وأنه لا يفسد كالغبار، والدخان.
وكذا لو دهن رأسه أو أعضاءه فتشرب فيه أنه لا يضره لأنه وصل إليه الأثر لا العين.[1]

اور ذائقہ تب محسوس ہوتا ہے جب کوئی چیز اندر جائے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہاء کو یہ اندازہ تھا کہ یہاں سے کوئی چیز اند رجا سکتی ہے لیکن اس کے باوجود صوم کے عدم فساد کا حکم لگانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ: آنکھ سے اندر جانے والی چیز چونکہ بہت قلیل مقدار میں ہوتی ہے اس وجہ سے فقہاء نے اس کو منفذ کی بجائے مسام میں شمار کیا ہے۔ جس طرح باقی مسام کے ذریعے جو چیز اندر جاتی ہے اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، اگرچہ اس کا اثر محسوس ہوتا ہے۔ جس طرح انسان ٹھنڈے پانی میں غسل کرے ٹھنڈک محسوس کرتا ہے، یا جس طرح انسان کلی کرتا ہے اس کے بعد تھوڑے سے پانی کی نمی منہ میں رہ کر اندر چلے جاتی ہے، لیکن اس کو کسی نے بھی مفسد صوم نہیں کہا اسی طرح آنکھ کا حکم بھی ہے۔ لہذا روزے کی حالت میں آنکھ میں دوائی، سرمہ وغیرہ ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ واللہ أعلم بالصواب

([1]) کاساني، علاء الدین ابو بکر بن مسعود، دار الکتب العلمیۃ، 1406ھ، ج2، ص93

شمس الائمہ علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں:

ويكره للمرأة أن تمضغ لصبيتها طعاما وهي صائمة لأنه لا يؤمن أن يصل شيء منه إلى جوفها إلا إذا كان لا بد لها من ذلك فلا يكره للضرورة، ويكره للصائم أن يذوق العسل أو السمن أو الزيت ونحو ذلك بلسانه ليعرف أنه جيد أو رديء، وإن لم يدخل حلقه ذلك وكذا يكره للمرأة أن تذوق المرقة لتعرف طعمها لأنه يخاف وصول شيء منه إلى الحلق فتفطر.[1]

(1) سرخسي، محمد بن احمد، المبسوط، دار المعرفة–بيروت، 1414ھ، ج3، ص67

روزے کی حالت میں انہیلر استعمال کرنے کا حکم:

دمہ اور ضیق النفس کے مریض کو انہیلر استعمال کرنا پڑتا ہے۔ جس میں لیکوئیڈ شکل میں اوکسیجن، پانی اور ادویات شامل ہوتی ہیں اور ماہرین طب کا کہنا ہے کہ اس میں موجود نمی آلات تنفس میں سرایت کر جاتی ہے اور اس طرح سانس کی نالیوں میں کشادگی پیدا ہو کر سانس لینے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ایسے مریض کے لیے اس کے بغیر پورا دن گذارنا مشکل ہوتا ہے۔اس سے روزہ فاسد ہونے کے حوالے سے معاصرین علماء کا اختلاف ہے۔ بعض حضرات اس کے استعمال پر روزہ فاسد نہ ہونا کا فتوی دیتے ہیں۔ جبکہ دوسرے حضرات اس کو استعمال کرنے پر روزہ فاسد ہونے کے قائل ہیں۔

جو حضرات کہتے ہیں کہ اس کے استعمال پر روزہ فاسد نہیں ہوتا،ان کا کہنا ہے کہ ایک تو یہ اکل اور شرب کے حکم میں نہیں ہے۔اور دوسری بات یہ ہے کہ اس میں جو نمی ہوتی ہے وہ معدہ تک نہیں پہنچتی بلکہ گیس میں تبدیل ہو جاتی ہے اور صرف ہوا نیچے جاتی ہے
۔

لیکن ان کی پہلی بات کا جواب تو یہ دیا جاسکتا ہے کہ روزے کے فساد کے لیے اکل اور شرب کا متحقق ہونا شرط نہیں ہے بلکہ کوئی بھی چیز اندر داخل کی جائے چاہے وہ اکل اور شرب کے حکم میں نہ ہو اس سے بھی روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ مثلا فقہی کتب میں ہے کہ اگر کوئی شخص دھواں حلق میں داخل کردے اس سے بھی روزہ فاسد ہو جاتا ہے حالانکہ یہ نہ اکل کے قبیل سے اور نہ ہی شرب کے ۔اسی طرح اگر کسی نے مقعد میں لکڑی یا گیلی انگلی داخل کر دی اس بھی روزہ فاسد ہو جاتا ہے، ظاہر ہے ان دونوں صورتوں میں اکل اور شرب متحقق نہیں ہیں۔ لہذا روزہ فاسد ہونے کے لیے اکل اور شرب کا متحقق ہونا ضروری نہیں ہے۔

دوسری دلیل کا جواب یہ ہے کہ ماہرین طب کا کہنا ہے کہ :اس میں جو ادویات شامل ہوتی ہیں وہ یقین طور پر معدے تک پہنچتی ہیں ،اگرچہ قلیل مقدار میں ہوتی ہیں، لیکن فقہاء نے روزے کے فساد کے لیے قلیل اور کثیر کی شرط نہیں لگائی۔ چاہے قلیل ہو یا کثیر بہر صورت فساد صوم کا حکم لگایا گیا ہے۔

جن حضرات کے ہاں انہیلر استعمال کرنے سے روزہ فاسد ہوتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس میں منفذ معتاد کے ذریعے دوائی جوف تک پہنچتی ہے، اوراس سے بدن کی اصلاح بھی مقصود ہوتی ہے۔ لہذا روزہ فاسد ہو جائے گا۔

انہیلر کو مضمضہ کے باقی ماندہ پانی، خوشبو سونگھنے، آنسو یا چہرے کے پسینے کے قطرے اور کلی کے بعد پانی کی نمی پر قیاس کے عدم فساد صوم کا حکم لگانا شاید درست نہ ہو۔ کیونکہ یہ چیزیں ایک تو داخل نہیں کی جاتیں بلکہ خود بخود داخل ہوتی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان کا جوف میں پہنچنا یقینی بھی نہیں ہوتا۔ تیسری بات یہ ہے کہ :ان سے اصلاح بدن مقصود نہیں ہوتی، بخلاف انہیلر کے کہ اس میں یہ ساری باتیں پائی جاتی ہیں۔

اسی طرح انہیلر کو اس عورت پر قیاس کرنا بھی درست نہیں ہے جس کا شوہر غصہ ناک ہو اور روزے کی حالت میں سالن پکاتے وقت اگر نمک وغیرہ چیک کرے تو فقہاء نے اس کو اجازت دی ہے۔ کیونکہ فقہاء کی عبارات میں تصریح موجود ہو کہ نمک چکھتے وقت اس کا کوئی جز حلق میں نہ چلا جائے ورنہ روزہ فاسد ہو جائے گا۔ اور اس چکھنا کو بھی بعض فقہاء نے مکروہ کہا ہے۔ لیکن انہیلر استعمال کرنے کی صورت میں تو دوائی حلق میں پہنچتی ہے۔

ملک العلماء علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

> ويكره للمرأة أن تمضغ لصبيتها طعاما وهي صائمة لأنه لا يؤمن أن يصل شيء منه إلى جوفها إلا إذا كان لا بد لها من ذلك فلا يكره للضرورة، ويكره للصائم أن يذوق العسل أو السمن أو الزيت ونحو ذلك بلسانه ليعرف أنه جيد أو رديء، وإن لم يدخل حلقه ذلك وكذا يكره للمرأة أن تذوق المرقة لتعرف طعمها لأنه يخاف وصول شيء منه إلى الحلق فتفطر.[1]

بہر حال روزے کی حالت میں انہیلر کے استعمال پر فساد وعدم فساد صوم دونوں طرح کی آراء موجود ہیں۔ اس کو استعمال کرنے کی صورت میں اگرچہ دوائی حلق میں پہنچتی ہو گی لیکن وہ اتنی قلیل مقدار میں ہوتی ہے جو بظاہر نظر نہیں آتی۔ ہم نے اس کو ایک بند ڈبے میں پف دے کر تجربہ بھی کیا، پف دیتے وقت تھوڑی سی گیس سی نظر آئی لیکن اس کے بعد فوراً غائب ہوگئی، یعنی اس کا وجود

([1]) كاساني، بدائع الصنائع، ج2، ص268

باقی نہ رہا۔ جس سے اندازہ ہوا کہ :پف دیتے وقت اگرچہ تھوڑی بہت گیس نما چیز اس سے خارج ہوتی ہے لیکن انسان جب سانس لے کر اس کو اندر داخل کرتا ہے تو اس وقت شاید اس کا عین موجود نہیں بلکہ اثر ہی اندر جاتا ہے ،اس کو آنکھ پر قیاس کرنا پر شاید ممکن ہو ،کہ روزے کی حالت میں آنکھ میں سرمہ وغیرہ لگانے کی صورت میں بعض اوقات اس کا اثر بھی تو حلق میں محسوس ہوتا ہے لیکن اس سے عدم فساد کے حوالے سے فقہاء کی عبارات میں تصریح موجود ہے ،اور اس کی وجہ بتائی جاتی ہے کہ اس صورت میں عین اندر نہیں جاتا صرف اثر اندر محسوس ہوتا ہے۔

شمس الأئمہ علامہ سرخسی فرماتے ہیں:

ثُمَّ مَا وَجَدَ مِنْ الطَّعْمِ فِي حَلْقِهِ أَثَرُ الْكُحْلِ لَا عَيْنُهُ كَمَنْ ذَاقَ شَيْئًا مِنْ الْأَدْوِيَةِ الْمُرَّةِ يَجِدُ طَعْمَهُ فِي حَلْقِهِ فَهُوَ قِيَاسُ الْغُبَارِ وَالدُّخَانِ، وَإِنْ وَصَلَ عَيْنُ الْكُحْلِ إلَى بَاطِنِهِ فَذَلِكَ مِنْ قِبَلِ الْمَسَامِّ لَا مِنْ قِبَلِ الْمَسَالِكِ إذْ لَيْسَ مِنْ الْعَيْنِ إلَى الْحَلْقِ مَسْلَكٌ فَهُوَ نَظِيرُ الصَّائِمِ يَشْرَعُ فِي الْمَاءِ فَيَجِدُ بُرُودَةَ الْمَاءِ فِي كَبِدِهِ، وَذَلِكَ لَا يَضُرُّهُ[1]

اس کے علاوہ اگر کسی شخص کو دمہ کا مرض زیادہ ہو تو اس کے لیے پورا دن انہیلر استعمال کیے بغیر گذارنا مشکل ہوتا ہے،اور یہ بیماری پورا سال چلتی ہے ،اس کو مکمل ختم کرنے کا شاید علاج بھی نہیں ہے۔ لہذا اس کا مریض رمضان کے علاوہ دوسرے ایام میں قضا کرنے پر بھی قدرت نہیں رکھتا۔

اس کے بارے میں مزید غور وخوض کی ضرورت ہے ،فی الحال ہم کوئی حتمی وقطعی رائے قائم کرنے تک نہیں پہنچ پائیں۔ واللہ أعلم بالصواب۔

([1]) سرخسي، المبسوط، ج 3، ص 67

نائزہ یامثانہ میں دوائی ڈالنے سے روزے کا حکم:

نائزہ (پیشاب کی نالی) میں دوائی یا تیل وغیرہ ڈالنے سے روزے کے فساد وعدم فساد کے حوالے سے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف ، یا ایک قول کے مطابق طرفین اور امام ابو یوسف کے درمیان جو اختلاف ہے ،یعنی امام ابو حنیفہ یا طرفین عدم فساد اور امام ابو یوسف فساد کے قائل ہیں ،اس اختلاف کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مثانے سے جوف کی طرف منفذ اور راستہ ہے کہ نہیں ؟،امام ابو حنیفہؒ کے ہاں کوئی منفذ نہیں ہے ،اس لیے انہوں نے عدم فساد کو ترجیح دی ہے جبکہ امام ابو یوسفؒ کے ہاں ہے،اس لیے انہوں نے فساد صوم کو ترجیح دی ہے۔

علامہ شامی صاحبؒ فرماتے ہیں:

(قَوْلُهُ: عَلَى الْمَذْهَبِ) أَيْ قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ مَعَهُ فِي الْأَظْهَرِ.
وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ يُفْطِرُ وَالِاخْتِلَافُ مَبْنِيٌّ عَلَى أَنَّهُ هَلْ بَيْنَ الْمَثَانَةِ وَالْجَوْفِ مَنْفَذٌ أَوْ لَا وَهُوَ لَيْسَ بِاخْتِلَافٍ عَلَى التَّحْقِيقِ وَالْأَظْهَرُ أَنَّهُ لَا مَنْفَذَ لَهُ وَإِنَّمَا يَجْتَمِعُ الْبَوْلُ فِيهَا بِالتَّرْشِيحِ كَذَا يَقُولُ الْأَطِبَّاءُ زَيْلَعِيٌّ.(1)

علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

(قَوْلُهُ، وَإِنْ أُقْطِرَ فِي إحْلِيلِهِ لَا) أَيْ لَا يُفْطِرُ أَطْلَقَهُ فَشَمِلَ الْمَاءَ وَالدُّهْنَ، وَهَذَا عِنْدَهُمَا خِلَافًا لِأَبِي يُوسُفَ، وَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلَى أَنَّهُ هَلْ بَيْنَ الْمَثَانَةِ وَالْجَوْفِ مَنْفَذٌ أَمْ لَا، وَهُوَ لَيْسَ بِاخْتِلَافٍ فِيهِ عَلَى التَّحْقِيقِ فَقَالَا: لَا، وَوُصُولُ الْبَوْلِ مِنْ الْمَعِدَةِ إلَى الْمَثَانَةِ
بِالتَّرَشُّحِ، وَمَا يَخْرُجُ رَشْحًا لَا يَعُودُ رَشْحًا كَالْجَرَّةِ إذَا سُدَّ رَأْسُهَا وَأُلْقِيَ فِي الْحَوْضِ يَخْرُجُ مِنْهَا الْمَاءُ، وَلَا يَدْخُلُ فِيهَا ذَكَرَهُ الْوَلْوَالِجِيُّ وَقَالَ: نَعَمْ قَالَ: هَذَا فِي الْهِدَايَةِ، وَهَذَا لَيْسَ مِنْ بَابِ الْفِقْهِ؛ لِأَنَّهُ مُتَعَلِّقٌ بِالطِّبِّ وَالْخِلَافُ فِيمَا إذَا وَصَلَ إلَى الْمَثَانَةِ أَمَّا مَا دَامَ فِي قَصَبَةِ الذَّكَرِ فَلَا يُفْسِدُ صَوْمَهُ اتِّفَاقًا كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ(2)

---

(1) شامی، محمد امین بن عمر، ردالمحتار علي الدر المختار، 1412ھ، دارالفکر-بیروت، ج2، ص399

(2) ابن نجیم، البحر الرائق، ج2، ص301

مذکورہ عبارات سے بھی معلوم ہوا کہ اختلاف کی بنیاد مثانہ سے جوف کی طرف منفذ ہونا یا نہ ہونا ہے۔ طرفین کے ہاں منفذ نہیں ہے اور امام ابو یوسف کے ہاں منفذ ہے۔

جدید طبّی تحقیق کی روشنی میں مثانے سے جوف کی طرف کوئی منفذ نہیں ہے۔ گردوں سے مثانے میں پیشاب آکر جمع ہوتا ہے ، لیکن مثانے سے باہر نہیں نکل سکتا۔

کتاب علم تشریح الأبدان میں ہے :

''ایک اہم بات یہ بھی یاد رہے کہ مثانے، حالب یا گردے سے کوئی راستہ پیٹ، جوف معدہ، بڑی آنت یا چھوٹی آنت کی طرف نہیں ہوتا اور اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ نائزہ یا مثانے میں داخل ہونی والی کوئی بھی ٹھوس یا مائع چیز کسی طرح بھی پیٹ یا معدے میں داخل ہو جائے۔ اس لحاظ سے یہ نظام مردوں اور عورتوں میں یکساں ہے۔''[1]

لہذا نائزہ میں دوائی وغیرہ ڈالنے سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔

مجمع الفقہ الاسلامی نے بھی یہی فیصلہ کیا ہے۔

مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامی میں ہے :

قرر ما يلي:
أولاً: الأمور الآتية لا تعتبر من المفطرات:
....
ما يدخل الإحليل – أي مجرى البول الظاهر للذكر والأنثى – من قثطرة (أنبوب دقيق) أو منظار، أو مادة ظليلة على الأشعة، أو دواء، أو محلول لغسل المثانة.[2]

---

(1) ڈاکٹر، نجیب الحق، علم تشریح الأبدان، ۲۰۱۷ء، ص ۱۴۵

(2) مجملۃ مجمع الفقہ الاسلامی، الدورۃ العاشرۃ، العدد العاشر، الجزء الثاني، ص 453

اندام نہانی میں دوائی وغیرہ ڈالنے سے روزے کا حکم:

عورت کی اندام نہانی میں دوائی یا تیل وغیرہ ڈالنے سے روزہ فاسد ہونے پر مذاہب اربعہ متفق ہیں۔علامہ کاسانی صاحب فرماتے ہیں :اس بات پر اجماع ہے کہ عورت کی شرمگاہ میں تیل وغیرہ ڈالنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔یہی بات دیگر آئمہ کی کتب میں بھی لکھی ہوئی ہے۔اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ :مثانے سے جوف کی طرف منفذ اور راستہ موجود ہے،جو مائع چیز اس میں ڈالی جائے وہ جوف تک پہنچتی ہے،لہذا روزہ فاسد ہو جائے گا۔

ملک العلماء علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

> وأما الإقطار في قبل المرأة فقد قال مشايخنا: إنه يفسد صومها بالإجماع، لأن لمثانتها منفذا فيصل إلى الجوف كالإقطار في الأذن.[1]

لیکن جدید طبّی تحقیق کی روشنی میں مرد اور عورت دونوں کے مثانے میں کوئی فرق نہیں ہے۔جس طرح مرد کے مثانے سے جوف کی طرف منفذ نہیں ہے،جیسا کہ اوپر ذکر گیا،اسی طرح عورت کے مثانے سے بھی جوف کی طرف کوئی منفذ نہیں ہے۔

یہ مسئلہ چونکہ منصوص نہیں ہے،اس لیے اگر واقعۃً یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ :عورت کے مثانے سے جوف کی طرف کوئی چیز نہیں جاسکتی،تو عورت کی شرمگاہ میں کوئی مائع چیز داخل کرنے سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔

([1])كاساني،بدائع الصنائع،ج2،ص93

مقعد میں دوائی وغیرہ ڈالنے سے روزے کا حکم:

روزے کی حالت میں مقعد میں دوائی یا کوئی مائع چیز ڈالنے سے ائمہ اربعہ کے ہاں روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔اس کی بنیادی وجہ یہ لکھی ہوئی ہے کہ اس میں کوئی چیز ڈالنے سے جوف تک پہنچتی ہے اس وجہ سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

علامہ برہان الدین محمود بن احمد فرماتے ہیں:

وإذا احتقن يفسد صومه، وإذا استنجى، وبالغ حتى وصل الماء إلى موضع الحقنة يفسد صومه، ومن غير كفارة، وإذا أقطر في إحليله لا يفسد صومه عند أبي حنيفة، ومحمد، خلافاً لأبي يوسف، وروى الحسن عن محمد: أنه توقف في هذه المسألة في آخر عمره.
قال الفقيه أبو بكر البلخي: إنما يفسد الصوم على قول أبي يوسف: إذا وصل إلى الجوف، أما إذا كان في القصبة بعد لا يفسد، وهكذا ذكر في «المنتقى» : وروى الحسن بن زياد عن أبي حنيفة: أن الصب في الإحليل بمنزلة الحقنة يفسد الصوم إذا أوصل في الجوف.[1]

لیکن جدید طبّی تحقیق کی روشنی میں ماہرین طب یہ کہتے ہیں کہ: مقعد میں کوئی چیز ڈالنے سے وہ جوف معتبر (حلق، معدہ، آنتیں)تک نہیں پہنچتی۔بندے نے ایک ڈاکٹر سے اس حوالے سے پوچھا ان کا کہنا بھی یہی تھا کہ مقعد میں کوئی چیز خصوصا مائع چیز آنتوں وغیرہ میں نہیں پہنچتی۔اگر مقعد میں کوئی چیز ڈالنے سے وہ آنتوں وغیرہ میں نہیں پہنچتی تو اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔لیکن یہ بات ذہن میں رہے ہمارے ہاں صرف معدہ ہی جوف معتبر نہیں ہے، بلکہ آنتیں بھی جوف معتبر میں شامل ہیں۔اگر کوئی چیز منفذ کے ذریعے انتوں میں پہنچ گئی تو اس سے بھی روزہ فاسد ہوگا۔

لہذا روزے کی حالت میں مقعد میں کوئی چیز داخل کرنے سے اس صورت میں روزہ فاسد نہیں ہوگا، جب وہ چیز واقعۃً آنتوں میں نہ پہنچے، اگر پہنچ گئی تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

---

(1) برھان الدین، محمود بن احمد، المحیط البرھاني في الفقه النعماني، دار الکتب العلمیة، بیروت-لبنان، ج2، ص383

روزے کی حالت میں انجکشن لگانے کا حکم:

روزہ فاسد ہونے کے لیے بنیادی شرط تو یہ ہے کہ: کوئی چیز بدن میں داخل ہو جائے، جیسا کہ فقہاء نے فرمایا ہے: "الافطار مما دخل لا مما خرج"، لیکن مطلق کسی چیز کا دخول روزہ کو فاسد نہیں کرتا، بلکہ فقہاء نے اس دخول کے لیے دو شرطیں عائد کی ہیں۔ پہلی شرط تو یہ ہے یہ دخول منفذ اصل کے ذریعے ہو، اور دوسری شرط یہ ہے کہ: جوف معتبر (حلق، معدہ، آنتیں) میں ہو۔ فقہاء کی عبارات میں غور کرنے سے یہ دو شرطیں معلوم ہوتی ہیں۔ کیونکہ اول تو فقہاء نے ہر زخم پر دوائی ڈالنے کو مفسد صوم نہیں کہا، بلکہ آمہ (سر کا گہرا زخم) اور جائفہ (پیٹ کا گہرا زخم) کی شرط لگائی ہے، کیونکہ انہیں دو قسم کے زخموں سے دوائی براہ براست دماغ اور پیٹ کے اندر پہنچتی ہے، ورنہ جوف عروق کے اندر تو دوسرے زخموں سے بھی دوا پہنچ جاتی ہے۔ دوسرے فقہاء کی عبارات میں بہت سی جزئیات ایسی موجود ہیں، جن میں دوائی جوف معتبر تک پہنچنے کے لیے منافذ اصلیہ کی قید لگائی گئی ہے۔

انجکشن میں مذکورہ دونوں شرطیں مفقود ہیں۔ انجکشن میں ایک تو دوائی مسام کے ذریعے رگوں میں پہنچائی جاتی ہے منفذ اصلی کے ذریعے سے نہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ: دوائی خون کا حصہ بن کر رگوں میں ہی سرایت کرتی ہے، جوف معتبر تک نہیں

علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

وما وصل إلى الجوف أو إلى الدماغ عن المخارق الأصلية كالأنف والأذن والدبر بأن استعط أو احتقن أو أقطر في أذنه فوصل إلى الجوف أو إلى الدماغ فسد صومه، أما إذا وصل إلى الجوف فلا شك فيه لوجود الأكل من حيث الصورة.

وكذا إذا وصل إلى الدماغ لأنه له منفذ إلى الجوف فكان بمنزلة زاوية من زوايا الجوف.

وقد روي عن النبي – صلى الله عليه وسلم – أنه «قال للقيط بن صبرة: بالغ في المضمضة، والاستنشاق إلا أن تكون صائما» ومعلوم أن استثناءه حالة الصوم للاحتراز عن فساد الصوم وإلا لم يكن للاستثناء معنى، ولو وصل إلى الرأس ثم خرج لا يفسد بأن استعط بالليل ثم خرج بالنهار لأنه لما خرج علم أنه لم يصل إلى الجوف، أو لم يستقر فيه.

وأما ما وصل إلى الجوف أو إلى الدماغ عن غير المخارق الأصلية بأن داوى الجائفة، والآمة، فإن داواها بدواء يابس لا يفسد لأنه لم يصل إلى الجوف ولا إلى الدماغ ولو علم أنه وصل يفسد في قول أبي حنيفة، وإن داواها بدواء رطب يفسد عند أبي حنيفة وعندهما لا يفسد هما اعتبرا المخارق الأصلية لأن الوصول إلى الجوف من المخارق الأصلية متيقن به ومن غيرها مشكوك فيه، فلا نحكم بالفساد مع الشك ولأبي حنيفة إن الدواء إذا كان رطبا فالظاهر هو الوصول لوجود المنفذ إلى الجوف فيبنى الحكم على الظاهر.[1]

انجکشن میں مذکورہ دونوں شرطیں مفقود ہیں۔انجکشن میں ایک تو دوائی مسام کے ذریعے رگوں میں پہنچائی جاتی ہے منفذ اصلی کے ذریعے سے نہیں۔اور دوسری بات یہ ہے کہ: دوائی خون کا حصہ بن کر رگوں میں ہی سرایت کرتی ہے، جوف معتبر تک نہیں پہنچتی۔اور فساد صوم کے لیے کسی چیز کا منفذ اصلی کے ذریعے جوف معتبر پہنچنا ضروری ہے، کسی عضو کے جوف یا رگوں کے جوف میں پہنچنا مفسد صوم نہیں ہے۔لہذا انجکشن (خواہ وہ گوشت میں لگایا جائے یا شریان میں)اور ڈرپ وغیرہ مفسد صوم نہیں ہے۔

البتہ بعض انجکشن ایسے ہیں جن میں غذائیت ہوتی ہے،یعنی وہ لگانے سے انسان کو کھانا کھانے کی ضرورت نہیں پڑتی، بعض مریضوں کو کئی دن ایسے انجکشن کے ذریعے سے غذا دی جاتی ہے اوران کو کھانا کھانے کی ضرورت نہیں پڑتی، روزے کی حالت میں ایسے انجکشن بغیر ضرورت کے لگانا روزے کے مقصد کے خلاف ہے۔لہذا ایسا انجکشن لگانے سے روزہ اگرچہ فاسد تو نہیں ہوگا لیکن مکروہ ہوگا۔روزے کی حالت میں ایسا انجکشن لگانے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

---

(1) كاساني، بدائع الصنائع، ج2، ص93